16

احمدیت ہر طرف پھیل رہی ہے

(فرمودہ ۲۴ر جون ۱۹۲۱ء)

حضور انور نے تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

قرآن شریف ایک ایسی بے نظیر اور اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے کہ اس کا کوئی لفظ اور کوئی شعشہ حکمت سے خالی نہیں۔ بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ فلاں لفظ قرآن کریم میں قافیہ یا وزن کے لئے آیا ہے۔ لیکن یہ بات غلط ہے۔ قرآن کریم میں جہاں کوئی لفظ آتا ہے۔ وہاں ہی مناسب ہوتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ کسی شخص کی سمجھ میں نہ آئے۔ لیکن جس شخص کو سو میں سے ۹۵ یا ۹۶ یا ۹۷ باتیں علیٰ قدر مراتب سمجھ میں آجائیں یا جس کو خود سمجھ میں نہ آئے۔ بلکہ سمجھنے والوں کو جانتا ہوں۔ تو اس پر قیاس کرے کہ اگر میری سمجھ میں نہیں آیا تو میری غلطی ہے۔ آیات کے آخر میں جو لفظ آتے ہیں آیا وہ قافیہ کے لئے ہیں یا حکمت کے لئے۔ اس کا جواب اگر خود نہیں دے سکتا۔ تو وہ ان لوگوں کے علم کی بنا پر تسلی کر سکتا ہے جو اس بات کو جانتے ہیں۔ اگر کوئی شخص بیس مقامات سے واقف ہے۔ تو وہ تیس مقام کے واقف سے تسلی کر سکتا ہے۔ اور تیس کا واقف چالیس مقامات کے واقف سے اطمینان حاصل کر سکتا ہے۔ پس یہ حقیقت ہے کہ قرآن کریم میں قافیہ بندی نہیں بلکہ ہر لفظ اپنے اندر حکمت رکھتا ہے۔ دنیا میں بہت تمہیدیں ہوا کرتی ہیں۔ جن کی غرض یہ ہوتی ہے کہ ان کے بعد لوگ اپنا مضمون بیان کیا کرتے ہیں۔ مگر آج یہی مناسب ہے کہ میں تمہید باندھوں۔ اور چھوڑوں۔ ہر شخص خود غور کرے اور اس علم کی بناء پر غور کرے جو اس کو خدا نے سورہ فاتحہ کے متعلق دیا ہے۔ اور ان قربانیوں کے لئے تیار ہو جائے۔ جن کے لئے مسیح موعود کے وقت میں بلایا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو شخص سورہ فاتحہ پر یوں غور کرے گا کہ اگر قرآن میں کوئی لفظ قافیہ بندی کے لئے نہیں ہے تو کیوں ہے۔ اور اگر اس نکتہ کو مد نظر رکھ کر سورہ فاتحہ کو پڑھے گا تو آئندہ زمانے کے حالات کا اس پر انکشاف ہو گا۔

اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ رسول

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک رؤیا ہے کہ آپ نے دجال اور مسیح کو کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ بعض دفعہ صرف مسیح کو اور بعض دفعہ صرف حواریوں کو پھر یہ بھی دیکھا کہ دجال کا طواف خانہ کعبہ کے اردگرد تھا اور مسیح کا اندر۔ا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ یہی زمانہ ہے جس کا یہ نقشہ تھا۔ عجیب بات ہے کہ اس زمانہ میں یہ سوال پیدا ہوا کہ عیسائیت حجاز میں اپنا تصرف جمانا چاہتی ہے جو کہ اب تک عیسائیت کے قبضہ سے باہر تھا۔ لوگ کہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو بہتر جانتا ہے کہ عیسائی مشنری اور حکومت اس علاقہ میں تصرف کرنا چاہتے ہیں یا نہیں۔ اگرچہ وہ لوگ منکر ہیں جن کی طرف منسوب کیا جاتا ہے مگر مسلمانوں میں یہی مشہور ہے۔ اور اس کے کسی قدر آثار بھی ہیں۔ لیکن خواہ یہ بات سچی ہو یا غلط۔ اتنی بات ضروری سچی ہے کہ حجاز کا اردگرد عیسائیت کے اثر سے گھرا ہوا ہے۔ یمن۔ بصرہ۔ بغداد۔ فلسطین وغیرہ کے علاقے غرض چاروں طرف سے کعبہ کا طواف عیسائیت کر رہی ہے۔ اس سے پہلے وہاں اس کا اتنا اثر نہ تھا۔

ابھی پچھلے دنوں ایک خط مکہ سے ملا ہے۔ جس سے اس پیشگوئی کا مقصد واضح ہوتا ہے۔ مولوی میر محمد سعید صاحب کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ وہ امسال حج کے لئے جائیں۔ ان کی مدت سے خواہش تھی کہ عرب میں تبلیغ ہو۔ اب وہ بڑھاپے کے باوجود وہاں گئے ہیں۔ وہ اپنے اس خط میں اطلاع دیتے ہیں کہ مکہ میں ۱۳ شخصوں نے بیعت کی ہے اور پچاس کے قریب بیعت کے لئے تیار ہیں۔ عرب میں احمدیت کی تبلیغ کا اس وقت شروع ہونا جبکہ عیسائیت کے متعلق آثار میں ہے کہ وہ حجاز کا احاطہ کرلے گی۔ اور خدا کو چھوڑنے والے اور مسیح کے جھوٹے مسیحی قبضہ کرلیں گے۔ بتاتا ہے کہ اس وقت خدا تعالیٰ اپنے سچے مسیح کو وہاں قبضہ دے گا۔ اس مسیح کو جس کا آنا اسلام کی حفاظت کے لئے ضروری تھا۔ چونکہ ان دونوں باتوں نے ہونا تھا۔ اس لئے دکھایا گیا کہ ایک ہی وقت طواف کر رہے ہیں مگر ان دونوں کے طواف کرنے میں فرق ہے۔ مسیح دجال کا طواف باہر ہے اور مسیح کا اندر۔ اس لئے کہ جب وہ چکر لگاتا لگاتا اس کے اندر دیکھے تو اس کو نظر آئے کہ گھر محفوظ ہے۔

یہ بات یقینی ہے کہ احمدیت کے مقابلہ میں عیسائیت نہیں ٹھہر سکتی۔ آج تلوار سے نہیں دلائل سے مذہب چلتا ہے۔ غیر احمدی خواہ کتنے ہی کمزور ہوں مگر تھوڑی بہت حکومت ان کی ہے جس پر انہیں ناز ہے۔ مگر ہمارے پاس کوئی بڑی حکومت تو کیا ایک ریاست بھی نہیں۔ باوجود اس کے عیسائیت کے پیرو خواہ کسی بڑی سے بڑی حکومت و بادشاہت اور پارلیمنٹ کے پادری ہوں۔ ہم کو ان پر فضیلت ہے کیونکہ قلوب کے فتح کرنے کے لئے جنگی بیڑے کی ضرورت نہیں نہ اسکے لئے توپیں کام آسکتی ہیں نہ دماغ پر تصرف کرنے کے لئے جنگی رسالے کام آسکتے ہیں۔ یہ تو حق و صداقت ہے

جس کو دل اور دماغ پر قبضہ کرنے کی طاقت دی گئی ہے اور یہ چیز خدا کے فضل سے احمدیت کے پاس ہے۔

اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ عرب ابتدا ہی میں سارے کا سارا احمدی ہو جائے گا نہیں بلکہ آہستہ آہستہ ترقی ہوگی۔ جب حضرت صاحب نے دعویٰ کیا تھا تو کس کو وہم تھا کہ اتنے بھی لوگ ساتھ ہو جائیں گے جتنے کہ اس وقت اس مسجد میں بیٹھے ہیں۔ حضرت صاحب کے وقت کے آخری سالانہ جلسہ میں اتنے آدمی ہونگے۔ جتنے اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ حضرت صاحب اس دن سیر کو گئے اور واپس آگئے تو گھر میں فرمایا کہ اس دفعہ تو اس قدر لوگ آئے ہیں کہ میں ان کی وجہ سے آگے نہ جا سکا یہ مسجد چھوٹی تھی بازو کا حصہ باہر تھا۔ جو اب شامل کیا گیا ہے۔ لیکچر میں میں نے دیکھا کہ اس سے زیادہ آدمی نہ تھے۔ لیکن اب یہ حالت ہے کہ معمولی جمعوں میں یہ مسجد پُر ہو جاتی ہے۔

پس اس وقت عرب میں احمدیت بیج کی صورت میں ہے جو آہستہ آہستہ درخت ہوگا اور پھر اس سے اور بہت سے درخت پیدا ہونگے۔

بچپن سے میرا یہ خیال ہے جس کا میں نے دوستوں سے بارہا ذکر کیا ہے کہ میرے نزدیک احمدیت کے پھیلنے کے لئے اگر کوئی بڑا مضبوط قلعہ ہے تو مکہ مکرمہ ہے اور دوسرے درجہ پر پورٹ سعید۔ اگر کوئی شخص وہاں چلا جائے تو ساری دنیا میں احمدیت پہنچا سکتا ہے وہاں سے ہر ملک کا جہاز گزرتا ہے ٹریکٹ تقسیم کئے جائیں۔ اس طرح ایسے ایسے علاقوں میں حضرت صاحب کا نام پہنچ جائے جہاں ہم مدتوں نہیں پہنچ سکتے۔ مگر مکہ مکرمہ سب سے بڑا مقام ہے۔ وہاں کے لوگ ہمارے بہت کام آسکتے ہیں۔

بعض لوگ گھبراتے ہیں کہ یورپ کے مسلمان کام کے نہیں مگر میں ان کو کہتا ہوں کہ جب وہ لوگ پشتہا پشت سے ایک قسم کے خیالات میں پرورش پاتے رہے ہیں تو ان کی آہستہ آہستہ تربیت ہوگی۔ وہ حالات کو آہستگی سے بدل سکتے ہیں۔ مگر جو لوگ مسلمان ہیں وہ چند سال میں ہو سکتے ہیں۔ پس میرے نزدیک یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیشگوئی کا ظہور ہے کہ جب وہاں دجالی فتنہ کا خیال ہوا۔ اس وقت وہاں اللہ تعالیٰ نے مسیح کے قدم کو جما دیا۔

اس کے بعد میں اپنے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ بیماری اور کمزوری صحت اور ڈاکٹروں کے مشورے کے ماتحت میں پہاڑ پر انشاء اللہ جاؤں گا۔ میں نے پہلے بھی سمجھایا تھا اب بھی سمجھاتا ہوں کہ اپنے اخلاق کو درست کرو۔ بات بات میں جھگڑے نہ پیدا کرو۔ ابھی معلوم ہوتا ہے کہ نفس غالب ہے۔ اور خدا کا خانہ کم ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ خصوصیت سے فتنے اس وقت رونما ہوتے

ہیں۔ جب میں باہر جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ آسمانی روکا نتیجہ ہے یا یہ کہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم پر اب کوئی نگرانی نہیں میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ جب انہوں نے سلسلہ کو قبول کیا اور صداقت کے نشانوں کو دیکھا ہے۔ اور پھر ایک آدھ نشان نہیں۔ سینکڑوں نشانات کو دیکھا ہے اور پھر حضرت مسیح موعود کے وقت ہی میں نشان نہیں دیکھے۔ بلکہ آپ کے بعد سے اب تک دیکھ رہے ہیں۔ پھر وہ وقت کب آئے گا۔ جب اپنے اخلاق کو درست کریں گے۔ اپنے اخلاق کو درست کرنا ایمان کی ترقی کا پہلا قدم ہے۔ دوسرے قدم اس کے بعد ہیں۔ اخلاق کی درستی سے ایمان کا کوئی کم درجہ نہیں بے شک ایمان کے مدارج ہیں۔ اور ایمان گھٹتے گھٹتے اتنا تھوڑا ہو جاتا ہے کہ اس کو کفر کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ کیونکہ کفر میں ایمان کا ایک جزو ہوتا ہے۔ خالی کفر دنیا میں نہیں ہے۔ اگر ایسے کافر ہوتے کہ جن میں ایمان کا کوئی حصہ نہ ہوتا۔ تو دنیا پر آسمان سے یک لخت بجلی گرتی۔ اور اس کو تباہ کر دیتی۔ بدترین کافر بھی ایمان کا ایک حصہ رکھتا ہے۔ ابوجہل، نمرود، شداد، فرعون وغیرہ بڑے کافر تھے۔ مگر ان میں بھی ایمان کا ایک حصہ تھا لیکن صرف ایمان کا ایک حصہ نجات نہیں دلا سکتا۔ بلکہ نجات کے لئے ایک خاص مقدار ایمان کی ضرورت ہے۔ پس جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اخلاق میں ترقی کرے کہ اس سے اقل مقدار نجات کے لئے ایمان کی ہو ہی نہیں سکتی۔ اور ضروری ہے کہ اپنے فوائد کو قربان کریں۔ اگر اس درجہ سے انسان ایک خشخاش کے دانے کے برابر بھی ہٹ جائے۔ تو وہ ایمان کے درجے سے ہٹنے لگتا ہے۔

پس بڑی بات ابھی جانے دو۔ کم از کم اقل درجہ اپنے اندر پیدا کرو۔ اگر ذاتی فوائد کو قربان کرو گے تو دیکھو گے کہ خدا کی نصرت کیا کرے گی یہ نہ کہو کہ ہم خدا کی نصرت دیکھ رہے ہیں۔ نصرتیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک دوسروں کے طفیل۔ ایک اپنے ذریعہ۔ اب تک جو کچھ دیکھ رہے ہو یہ دوسروں کے طفیل سے ہے لیکن اگر تم کو وہ نصرتیں ملیں۔ جو تمہاری ذات کے باعث ہوں تو پھر تم قیاس کر سکتے ہو۔ کہ ان کی کیا شان ہوگی مگر جب تم اپنی ذات کو اس قابل بناؤ گے تو پھر ذاتی نصرت ہی نہیں ملے گی۔ بلکہ ایک اور تیسری قسم کی نصرت حاصل ہوگی۔ جب جماعت کا اکثر حصہ ایسا ہو جائے گا تو پھر اور انعام ہونگے۔ وہ جماعت کا احسان ہوگا لیکن تیسری قسم کا فیضان جاری نہیں ہو سکتا۔ جب تک پہلے دو فیضان جاری نہ ہوں۔ اگر تم اخلاق کی درستی کرو گے اور اپنے حقوق کو دوسروں کے لئے چھوڑو گے تو دیکھو گے کہ خدا تعالیٰ کے خاص فیضان کس شان سے آتے ہیں۔

یہ مراحل دعا سے اور کوشش سے حاصل کرو اور دین کی خدمت میں لگے رہو۔ باہر والوں کے لئے نمونہ بنو۔ غریبوں سے پیار اور شفقت کرو۔ حاکم اپنے سے کسی کو کم نہ سمجھے۔ تمہاری حکومت طاقت سے نہیں۔ تم میں سے کون ہے جو یہ کہے کہ وہ اپنی طاقت سے حاکم ہو گیا ہے۔ بلکہ یہ خدا کا

فضل ہے کہ اس نے ایک نظام قائم کیا اور بہت سی گردنیں تمہارے آگے جھکا دیں۔ یہ غلطی ہوگی۔ اگر کوئی سمجھے کہ اس کی طاقت یا حکمت سے اس کو حکومت مل گئی۔ افسروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو خادم سمجھیں اور محبت و پیار کا سلوک کریں۔ افسر یاد رکھیں کہ انکو حکومت یا افسری محض خدا کی طرف سے احسان کے طور پر ملی ہے۔ اور یہ تبھی تک قائم رہے گی جب تک کہ وہ جھکے رہیں گے۔ اسی طرح ماتحت یاد رکھیں کہ ان پر حکومت طاقت دنیاوی سے نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے دی ہے اور خدا جن کو افسری دیتا ہے انکی مدد بھی کرتا ہے۔ جو انکے مقاصد میں روڑے اٹکاتے ہیں۔ خدا ان کو تباہ کر دیتا ہے۔ افسر خدا کا شکر کریں کہ انکی آواز کو بااثر بنایا مگر وہ اس کے باعث بے جا فخر سے کام نہ لیں غریبوں کے لئے آزار کا موجب نہ ہوں کیونکہ افسری ان کی اسی لئے ہے کہ وہ اپنے دوسرے بھائیوں کی خدمت کریں اور جو کسی کے ماتحت کام کرتا ہے وہ نہایت تن دہی اور فرمانبرداری سے کام کرے۔ یہ سلسلہ روحانی ہے۔ جس کی حکومت جبر سے نہیں۔ سیاست کے پاس تلوار ظاہری ہوتی ہے۔ مگر اس کے پاس خدا کی تلوار ہے۔ پس دونوں پر خدا کا احسان ہے۔ میں دونوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ امن سے رہیں۔ شر و فساد کی راہوں سے بچیں۔ جو لوگ خدا کے لئے اپنے آپ کو گرائیں گے انکو جو عزت ملے گی وہ ہمیشہ رہنے والی ہوگی جس کو کوئی نہیں لے سکے گا۔

اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ آپ کو اپنا مخلص بندہ بنائے۔ اور آپ کا انجام بخیر کرے۔

(الفضل ۱۴؍ جولائی ۱۹۲۱ء)

۱؎ مشکوٰۃ کتاب الفتن باب العلامات بین یدی الساعۃ وذکر الدجال